

دم اور تعویذ کی شرعی حیثیت

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ نمبر: Pin-6949

تاریخ اجراء: 24 رمضان المبارک 1443ھ 26 اپریل 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک حدیث مبارک ہے کہ جس کا مفہوم ہے: قیامت والے دن میری امت میں سے 70 ہزار افراد بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور وہ دم وغیرہ نہیں کرتے ہوں گے اور بد شگونئی نہیں لیتے ہوں گے اور اپنے رب تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرتے ہوں گے۔ (بخاری وغیرہ) اس حدیث مبارک کے ضمن میں میرے درج ذیل سوالات ہیں:

(1) تعویذات و دم وغیرہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(2) اگر اجازت ہے، تو ذکر کردہ حدیث مبارک کا کیا مطلب ہوگا، کیونکہ اس سے تو تعویذات کی ممانعت ثابت

ہو رہی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) شریعتِ مطہرہ میں ایسے تعویذات یا دم وغیرہ کی اجازت ہے جو قرآنی آیات و احادیث مبارکہ پر مشتمل ہوں یا ایسے کلمات پر مشتمل ہوں کہ جن میں کوئی شرک وغیرہ خلاف شرع بات نہ ہو، البتہ اگر تعویذ کسی بھی خلاف شرع بات پر مشتمل ہو یا کم از کم ایسے الفاظ پر مشتمل ہو کہ جس کا معنی ہی معلوم نہ ہو، تو ایسے تعویذات وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔

جائز کلام کے ساتھ تعویذ اور دم وغیرہ کرنا، جائز ہے اور یہ علاج کے دیگر طریقوں کی طرح ایک طریق علاج ہے نیز اس کا جواز قرآن و حدیث اور اقوال علماء سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَتَنْزِيلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ

وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ (پارہ 15،

سورۃ بنی اسرائیل، آیت 82)

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر روح المعانی میں ہے: ”قال مالک: لا باس بتعليق الكتب التي فيها اسماء الله تعالى على اعناق المرضى على وجه التبرك بها اذا لم يرد معلقها بذلك مدافعة العين، وعنى بذلك انه لا باس بالتعليق بعد نزول البلاء رجاء الفرج والبر، كالرقى التي وردت السنة بها من العين، واما قبل النزول ففيه باس وهو غريب، وعند ابن المسيب يجوز تعليق العوذة من كتاب الله تعالى في قسبة ونحوها وتوضع عند الجماع وعند الغائط، ولم يقيد بقبل او بعد، ورخص الباقر في العوذة تعلق على الصبيان مطلقاً وكان ابن سيرين لا يرى باساً بالشيء من القرآن يعلقه الانسان كبيراً او صغيراً مطلقاً وهو الذي عليه الناس قديماً وحديثاً في سائر الامصار“ ترجمہ: امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ایسا تعویذ جس میں اللہ عزوجل کے اسماء موجود ہوں، مریضوں کے گلے میں بطور تبرک لٹکانے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ اس سے مدافعت العین کا ارادہ نہ کرے، اس سے مراد یہ ہے کہ نزول بلا کے بعد اس کے دور ہونے کی امید کرتے ہوئے لٹکانے میں حرج نہیں جیسے نظر کا وہ دم جس کے متعلق سنت وارد ہوئی ہے، بہر حال نزول بلا (مصیبت آنے) سے قبل، تو اس میں حرج ہے، (لیکن) یہ قول غریب ہے، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے نزدیک کتاب اللہ سے لکھا ہوا تعویذ ڈبیہ وغیرہا میں لٹکانا، جائز ہے جسے جماع کے وقت اور بیت الخلاء جاتے ہوئے اتار دیا جائے، انہوں نے نزول بلا سے قبل وبعد کی کوئی قید نہیں لگائی، امام باقر علیہ الرحمۃ نے بچوں کے لئے مطلقاً تعویذ لٹکانے کی اجازت عطا فرمائی اور امام ابن سیرین علیہ الرحمۃ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ قرآن کریم میں سے لکھا ہوا تعویذ انسان کو لٹکایا جائے، چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اسی پر پرانے اور نئے زمانے کے تمام شہروں کے لوگوں کا اعتقاد ہے۔ (تفسیر روح المعانی، تحت الایۃ 82، ج 8، ص 139، مطبوعہ بیروت)

نیز تعویذات اور دم کرنے کے جواز پر چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک باندی پر نظرِ بد کے اثرات ملاحظہ فرمائے، تو ارشاد فرمایا: ”بها نظرة فاسترقوا لها“ ترجمہ: اسے نظر (بد) لگی ہے، لہذا اس کے لیے دم کر دو۔ (صحیح مسلم، ج 4، ص 1725، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دعائیہ کلمات پر مشتمل تعویذ بچوں کے گلے میں لٹکایا کرتے تھے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے: ”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال: اذا فزع احدكم في النوم، فليقل: اعوذ بكلمات التامات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشيطان وان يحضرون، فانها

تضرہ، فكان عبد الله بن عمر يلقنهما من بلغ من ولده ومن لم يبلغ منهم كتبها في صك، ثم علقها في عنقه“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی خواب سے گھبرا جائے، تو پڑھے: (ترجمہ) میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں اللہ کی ناراضی سے، اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے میرے پاس آنے سے، تو تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بالغ اولاد کو یہ سکھائے تھے اور ان میں سے نابالغوں کے گلے میں کسی کاغذ پر لکھ کر ڈال دیتے تھے۔ (جامع ترمذی، ج 2، ص 192، مطبوعہ کراچی)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: ”ان نفرأ من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم مروا بماء، فيهم لذيغ او سليم، فعرض لهم رجل من اهل الماء، فقال: هل فيكم من راق، ان في الماء رجلاً لذيغاً او سليماً، فانطلق رجل منهم، فقرأ بفتحة الكتاب على شاء فبرأ، فجاء بالشاء الى اصحابه، فكرهوا ذلك، وقالوا: اخذت على كتاب الله اجراً، حتى قدموا المدينة، فقالوا: يا رسول الله! اخذ على كتاب الله اجراً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان احق ما اخذتم عليه اجراً كتاب الله“ ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت کسی گھاٹ سے گزری، جس میں سانپ یا بچھو کا ڈسا ہوا شخص تھا، گھاٹ والوں میں ایک شخص صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: کیا تم میں سے کوئی دم کرنے والا ہے؟ کیونکہ گھاٹ میں ایک شخص سانپ یا بچھو کا کاٹا ہوا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک صحابی ان کے ساتھ چلے گئے اور بکریاں لینے کی شرط پر سورہ فاتحہ کے ذریعے دم کیا، تو (دم) سے وہ شخص ٹھیک ہو گیا، دم کرنے والے صحابی دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس (دم کے بدلے وصول کی جانے والی) بکریاں لے کر آئے، تو دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے، جب مدینہ شریف میں آئے، تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ فلاں صحابی نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں زیادہ حقدار کتاب اللہ ہے (یعنی یہ اجرت لینا جائز ہے)۔ (صحیح بخاری، ج 2، ص 854، مطبوعہ کراچی)

(2) مذکورہ تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ قرآن و سنت کے مطابق جائز کلمات یا جائز عمل پر مشتمل تعویذ یاد و غیرہ بالکل جائز ہے، البتہ سوال میں بیان کردہ حدیث اور اس طرح کی جتنی بھی روایات ہیں کہ جن سے تعویذات وغیرہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، شارحین حدیث نے ان کے محامل و مطالب بیان فرمائے ہیں، یہاں ان کو ذکر کیا جا رہا

ہے :

(۱) ممانعت ایسے تعویذ یا دم وغیرہ کی ہے کہ جس میں شرکیہ و کفریہ یا ممنوع کلمات ہوں، لہذا جس میں ایسی کچھ خلاف شرع بات نہ ہو، اس کی ممانعت نہیں ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”کنانرقی فی الجاہلیۃ فقلنا: یا رسول اللہ! کیف تری فی ذلک؟ فقال: اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک“ ترجمہ: ہم دورِ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے، تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو ارشاد فرمایا: مجھ پر اپنے دم پیش کرو، جھاڑ پھوک میں کوئی حرج نہیں، جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔ (صحیح مسلم، ج 4، ص 1727، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(۲) اس سے مراد وہ دم وغیرہ ہے کہ جس میں کفار کے منتر وغیرہ میں سے کچھ ہو یا ایسے کلمات پر مشتمل ہو کہ جس کا معنی ہی معلوم نہ ہوں، کیونکہ اس صورت میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ ہو سکتا ہے اس کا معنی کفریہ ہو، لہذا اس سے بھی ممانعت فرمائی۔ چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”المراد بها الرقی التي هي من كلام الكفار والرقی المجهولة والتي بغير العربية وما لا يعرف معناها فهذه مذمومة لاحتمال أن معناها كفر أو قريب منه أو مکروه وأما الرقی بآیات القرآن وبالآذکار المعروفة فلا نهی فیہ بل هو سنة“ ترجمہ: اس سے مراد وہ دم وغیرہ ہے کہ جو کفار کے منتر پر مشتمل ہو اور مجہول کلمات پر مشتمل ہو اور غیر عربی میں ہو اور ایسا ہو کہ جس کا معنی معلوم نہ ہو کہ ایسا دم مذموم ہے، کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ اس کا معنی کفریہ ہو یا کفر کے قریب ہو۔ بہر حال وہ دم کہ جو آیات قرآنی اور معروف اذکار پر مشتمل ہو، تو اس میں ممانعت نہیں ہے، بلکہ وہ سنت ہے۔ (شرح النووی علی المسلم، ج 14، ص 168، دار احیاء التراث العربی)

(۳) ممانعت ان لوگوں کے متعلق ہے کہ جو اس تعویذ وغیرہ کو مؤثر حقیقی سمجھتے ہیں، حالانکہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، تعویذ وغیرہ ذرائع و اسباب کی قبیل سے ہوتے ہیں یا ممانعت ایسی چیزوں سے متعلق ہے کہ جن اشیاء کے متعلق کفار کے ذہن میں تاثیر کا عقیدہ راسخ ہو چکا تھا۔

شرح صحیح مسلم للنووی میں ہے: ”أن النهی لقوم كانوا يعتقدون منفعتها وتأثيرها بطبعها كما كانت الجاهلية تزعمه في أشياء كثيرة“ ترجمہ: ممانعت ان لوگوں کے بارے میں کہ جو لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اشیاء میں تاثیر و منفعت ان کی طبیعت (ذات) کی وجہ سے ہے جیسا کہ دورِ جاہلیت میں کثیر اشیاء کے متعلق لوگوں کا

اعتقاد تھا۔ (شرح النووی علی المسلم، ج 14، ص 168، دار احیاء التراث العربی)

مرقاة المفاتیح، فیض القدر، فتح الباری وغیرہ میں ہے: واللفظ للاول: ”(التائم) جمع تمیمة، والمراد بها التعاویذ التي تحتوی علی رقی الجاهلیة من اسماء الشیاطین والفاظ لا یعرف معناها، قیل: التائم خزات كانت العرب فی الجاهلیة تعلقها علی اولادهم یتقون بها العین فی زعمهم، فابطله الاسلام، لانه ینفع ولا یدفع الا الله تعالی“ ترجمہ: تائم تمیمة کی جمع ہے، اس سے مراد وہ تعویذ ہیں جو زمانہ جاہلیت کے ایسے دموں پر مشتمل ہیں، جن میں شیاطین کے نام اور ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن کے معنی معلوم نہ ہوں اور کہا گیا کہ تائم سے مراد وہ گھونگے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اپنی اولاد کے گلوں میں ڈالتے، ان کا گمان یہ ہوتا تھا کہ یہ (ذاتی طور پر) بچوں کو نظر بد سے بچاتے ہیں، تو اسلام نے اس کو باطل قرار دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کوئی چیز نفع نہیں پہنچا سکتی اور نہ مصیبت دور کر سکتی ہے۔ (مرقاة المفاتیح، ج 8، ص 255، مطبوعہ کوئٹہ)

(۴) ممانعت والی روایات سے مراد شیطانی منتر یا جادو ہے یا ایسا عمل ہے کہ جسے کسی ناجائز کام کے لیے کیا جائے

جیسے میاں بیوی میں جدائی کروانے کے لیے وغیرہ۔ چنانچہ امام نووی علیہ الرحمة فرماتے ہیں: ”قال القاضي وجاء فی حدیث فی غیر مسلم سئل عن النشرة فأضافها إلى الشیطان قال والنشرة عروفة مشهورة عند أهل التعزیم وسمیت بذلك لأنها تنشر عن صاحبها أي تخلي عنه وقال الحسن هي من السحر قال القاضي وهذا محمول علی أنها أشياء خارجة عن كتاب الله تعالی وأذكاره وعن المداواة المعروفة التي هي من جنس المباح“ ترجمہ: قاضی عیاض علیہ الرحمة نے فرمایا کہ صحیح مسلم کے علاوہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نشرہ (منتر یا جادو) کے متعلق پوچھا گیا، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی نسبت شیطان کی طرف فرمائی۔ قاضی عیاض علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ نشرہ اہل تعزیم کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور اس کو نشرہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عورت کو مرد سے جدا کرتا ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمة نے فرمایا کہ ممانعت اس پر محمول ہے کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور معروف مباح کاموں سے خارج ہیں۔ (شرح النووی علی المسلم، ج 14، ص 168 تا 169، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(۵) پہلے اس کی ممانعت تھی، لیکن بعد میں جائز کلمات پر مشتمل تعویذات وغیرہ کی اجازت دے دی گئی یعنی

ممانعت والی روایات منسوخ ہیں اور اجازت والی ناسخ ہیں۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرقی، فجاء آل عمرو بن حزم إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا: یا

رسول اللہؐ کہتے ہیں کہ: «ما أرى بأساً من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفعه» ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دم سے منع فرمایا، پھر آل عمرو بن حزم رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے پاس ایسا دم ہے کہ جس کے ساتھ ہم بچھوسے (بچھو کے ڈسے ہوئے کو) دم کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے وہ دم نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے پیش کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس میں کچھ حرج نہیں دیکھتا، پس جو کسی مسلمان بھائی کو نفع دینے کی استطاعت رکھے، تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔ (صحیح مسلم، ج 4، ص 1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شرح صحیح مسلم ممانعت کی مختلف توجیہات کے ضمن میں ایک توجیہ یہ بیان فرمائی گئی ہے: ”کان نہی اولائم نسخ ذلک وأذن فیہا وفعلاها واستقر الشرع علی الإذن“ ترجمہ: اولاً ممانعت تھی، پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور اس کی اجازت دے دی گئی اور شریعت مطہرہ نے اجازت کو باقی رکھا۔ (شرح النووی علی المسلم، ج 14، ص 168، دار احیاء التراث العربی)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.daruliftaahlesunnat.net

daruliftaahlesunnat

DaruliftAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net